546

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ ممالک ہند سالانہ سات روپیہ

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | یکم جون ۱۹۱۸ء | شنبہ | مطابق ۲۱ شعبان ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

۲۹ مئی کو بوقت صبح مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت ام المومنین کی صحت کیلئے دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کیگئی۔ بیرونجات کے احباب بھی ایسا ہی کریں۔

خاکسار ایڈیٹر الفضل گجرات سے واپس آگیا ہے۔ وہاں کے مناظرہ کی مختصر سی کارروائی اسی پرچہ میں شائع ہے۔ جس سے اس کامیابی کا جو ہمیں آریوں کے مقابلہ میں ہوئی کسی قدر اندازہ ہو سکیگا۔ ارادہ ہے کہ اس مناظرہ کی مفصل کارروائی ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیجائے۔ تاکہ اسکو پڑھکر ہر ایک شخص آریوں کے ساتھ بآسانی گفتگو کر سکے اگر احباب اسکی متعدد کاپیاں خرید کر آریوں میں تقسیم کرنے کی درخواستیں بھیج دیں۔ تو یہ رسالہ جلدی شائع ہو سکیگا۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کو بمبئی بلایا گیا ہے لیکن وہ بھی

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق اطلاعیں

مکرمی شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نے حسب وعدہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صحت اور دیگر کوائف کے متعلق روزانہ اطلاع دینی شروع کر دی ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء ذیل میں ہم انہیں کی ارسال کردہ اطلاعات کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

۲۳ مئی۔ کی صبح کو حضرت مع ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب و شیخ عبدالرحمن صاحب مصری جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ باندرا سے ماہیم بغرض تلاش مکان تشریف لے گئے تھے۔ ۱۱½ بجے حضور مع شیخ عبدالرحمن صاحب مصری واپس مکان پر تشریف لے آئے خالی مکان ماہیم میں بھی کوئی نہ ملا۔ میل گاڑی ۴۰ منٹ لیٹ تھی جس کا اعلان نوٹس بورڈ پر لگا ہوا تھا۔ آخر ٹھیک گیارہ بجکر پچاس منٹ پر گاڑی سٹیشن پر پہنچی۔ اور میر صاحب نے حضرت میاں صاحب کو واپسی کے واسطے ہمراہ لے لیا۔ حضرت نے واپسی پر کھانا تناول فرمایا۔ اور کھانے سے فارغ ہوکر حیدرآباد دکن کے ایک دوست کو دست مبارک سے خط لکھنے بیٹھے۔ خط کو بمشکل ختم ہی کیا تھا کہ اچانک بدن پر لرزہ آیا اور پاؤں سن ہو گئے۔ حضور بمشکل کرسی سے چارپائی تک پہنچے اور لیٹ کر عاجز راقم عبدالرحمن قادیانی اور مولوی عطا محمد صاحب کو بلوا کر اشارہ سے پاؤں پر مالش کرنے کا حکم دیا۔ جسکی تعمیل فوراً کیگئی۔ اور قریباً نصف گھنٹہ کی مالش کے بعد حضور کے پاؤں گرم ہوئے اور حالت بحال ہونی شروع ہوئی اور آخر پورے دو گھنٹہ کے بعد طبیعت اپنی اصلی حالت پر آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل
قادیان دارالامان یکم جون ۱۹۱۸ء

مباحثہ بدوملہی میں

غیر مبایعین کی کامیابی کی حقیقت

(۲)

غیر مبایعین نے بدوملہی میں جس قسم کے احمدی بنائے ہیں۔ وہ ہمارے مطالبات کی تصدیق میں حلفیہ شہادت پیش نہ کرنے سے ہی ظاہر ہے۔

ہمارے مطالبات جو الفضل مورخہ ۹۔اپریل میں شائع ہو چکے ہیں وہ یہ ہیں۔

اول یہ کہ جن ایک سو ستائیس غیر احمدیوں کے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو مباحثہ بدوملہی کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ کیا وہ سارے کے سارے مباحثہ میں آتے رہے ہیں۔

دوم یہ کہ انہوں نے جو مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو کس بات کی؟ کیا انہوں نے یہ اقرار کیا ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود و مہدی معہود مانتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں

سوم یہ کہ کیا انہوں نے احمدی کہلانا شروع کر دیا ہے۔ اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے

ان مطالبات کو پورا کرنے کی اس وقت تک جرأت نہیں کی گئی۔ تازہ پیغام میں لکھا گیا ہے کہ

"الفضل کو اسی پر اصرار ہے کہ چودھری سرفراز خاں صاحب اور میر عابد علی شاہ صاحب حلفیہ شہادت دیں۔ کہ ان لوگوں نے حضرت صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے۔ حضرت مسیح کو وفات یافتہ سمجھتے ہیں۔ اور دوسروں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے۔ ہمیں ان شہادتوں کے دلوانے سے بھی انکار نہیں بشرطیکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ آیا پھر الفضل کو اس کے تسلیم کرنے سے انکار نہ ہوگا۔ کہ بدوملہی میں انہیں سخت ناکامی اور ذلت اٹھانی پڑی اور روز روشن کی طرح ان کا حق پر نہ ہونا ثابت ہو گیا" پیغام ۵ مئی۔

اس کے متعلق ہم پیغام صلح کو بتانا چاہتے ہیں۔ کہ حلفیہ شہادتوں کے پیش کرنے سے فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ لوگوں کی ایمانداری ظاہر ہو جائیگی۔ اور ہم علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگوں نے جو ۱۲۷ آدمیوں کے بیعت کرنے کی فہرست شائع کی ہے۔ وہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔ کم از کم دوسرے لوگوں کے نزدیک اس کی تردید ہو جائیگی۔ اور اس وقت تک کہ ہم بہت بڑا ثبوت اس کے خلاف پیش نہ کریں پبلک کے لئے یہ باور کرنے کی وجہ پیدا ہو جائیگی۔ کہ ہم نے جو کچھ آپ کی فہرست پر اعتراضات کئے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اور کہ جتنے لوگوں کے نام اس میں درج ہیں۔ انہوں نے حقیقی طور پر احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ یہ اتنا بڑا فائدہ ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جو صداقت۔ اور راستی کو عزیز رکھتا ہے۔ اس کی قدر و قیمت سمجھتا ہے۔ پس اگر پیغام صلح اپنے بیان میں راستی پر ہے اور ہمارے خیال کو غلط سمجھتا ہے۔ تو اس کا فرض ہے کہ حلفیہ شہادتوں کے ذریعہ اسے غلط ثابت کرے۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرے

ناظرین ذرا غور فرماویں کہ حلفیہ شہادت سے جان چھڑانے کی خاطر ہمارے سامنے کیسی لغو اور بیہودہ بات پیش کی گئی ہے۔

یہ ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ان لوگوں نے جو ۱۲۷ آدمیوں کے احمدی ہونے کی فہرست شائع کی ہے۔ وہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔ اور فہرست میں درج شدہ لوگوں میں جو کچھ عقل و شعور رکھنے والے ہیں۔ وہ ہرگز ان خصوصیات کے قائل نہیں ہیں۔ جن کو مان کر کوئی احمدی ہو سکتا ہے۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لینے کے جواز کا فتویٰ تو پیغام صلح دے ہی چکا ہے۔ اس لئے اس کا تو فیصلہ ہو چکا ہے اب باقی امور کے متعلق جن پر احمدیت کی بناء ہے نمونہ کے طور پر ایک ایسے شخص کے اعتقادات سنا دیجئے۔ جس کا نام ان ۱۲۷ آدمیوں کی فہرست میں ۱۲ نمبر پر درج ہے۔ جن کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدی ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا شخص نے جس کا نام حسین بخش نمبردار سکنہ ڈھلی ہے بہ ثبت انگوٹھا اور ہندی دستخط مولوی عبدالحق صاحب سکنہ بدوملہی کو مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر دئے ہیں کہ "میں مرزا صاحب کو مہدی معہود عیسیٰ موعود نہیں مانتا۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ عیسیٰ آنیوالا ابھی نہیں آیا۔ میں مرزا صاحب کو کسی قسم کا نبی بھی نہیں مانتا۔ البتہ مجدد دین۔ قطب مانتا ہوں"۔

یہ ہے ان لوگوں کی احمدیت کا نمونہ جن کو پیش کر کے ہم سے باطل ہونے کا اقرار کرایا جاتا ہے۔ اور اپنی کامیابی کے راگ گائے جاتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ پیغام صلح نے جس طرح پہلے بدوملہی کے لوگوں کی خاطر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے جواز کا فتویٰ دیدیا ہے۔ اور لکھ دیا ہے۔ کہ "حضرت مسیح موعود نے اس کو احمدیت میں داخل ہونے کے لئے شرط نہیں ٹھہرایا" اسی طرح وہ یہ بھی لکھ دے کہ احمدیت میں داخل ہونے کے لئے مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننا بھی شرط نہیں ہے۔ اور نہ حضرت مسیح کو وفات یافتہ یقین کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اعلان سے ان کے لئے لوگوں کو احمدی بنانے میں بہت آسانی اور سہولت ہو جائیگی۔

یہ حقیقت تو ہے ان لوگوں کی جنہوں نے پیغام صلح کے نزدیک احمدیت کو قبول کیا ہے۔

اسی سے ان لوگوں کا قیاس کیا جا سکتا ہے جن کے متعلق حضرت مسیح موعود کو مجدد۔ محدث۔ اور امام سمجھنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جب خود ساختہ احمدیوں کی یہ حالت ہے۔ تو ان کی کیا ہوگی جن کو احمدی نہیں قرار دیا گیا۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے نام بھی لکھے گئے ہیں جن کے متعلق پیغام نے ظاہر کیا ہے کہ انہوں نے بیعت فسخ کی ہے۔ حالانکہ ان میں سوائے ایک شخص کے اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو مبایعین کی جماعت میں شامل ہو۔ اور باقاعدہ چندہ دیتا ہو۔ یہ لوگ جماعت احمدیہ بدوملہی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔ نہ کبھی نمازوں میں شامل ہوئے۔ نہ کبھی چندہ دیا۔

پھر ان کی فہرست تیار کرنے میں بھی دھوکہ دہی سے احتراز نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب جن کا نام شاہ دین ساکن گدیاں ہے لکھتے ہیں۔ کہ

"میر شاہ صاحب نے میرا نام جو اعلان میں مسخ کر دیا ہے وہ دھوکہ سے لکھا ہے۔ مباحثہ سے پہلے اس نے ہیچ پیچ سے مجھ سے دستخط کروایا تھا مگر جلسہ کے بعد میرے وہ تمام شکوک دور ہو گئے جو اس نے ڈالے تھے۔ میں حضرت مسیح موعود کو نبی مانتا ہوں ان بلا واسطہ نبی نہیں مانتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے مانتا ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں ہوں"

اس خط سے معلوم ہو سکتا ہے کہ غیر مبایعین کہاں تک صداقت اور راستبازی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن لوگوں کے متعلق فسخ بیعت کا اعلان کرتے ہیں ان کے ساتھ کہاں تک دیانتداری کا سلوک کرتے ہیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ان حالات کی موجودگی میں وہ کس منہ سے مباحثہ بدوملہی کو اپنی فتح قرار دیتے ہیں اگر انہیں کی دلیلوں پر ان کی صداقت کا مدار ہو تو انہیں مبارک ہو ہم تو اسی صورت کو [illegible] بے ایمانی سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ایمانوں سے ہر ایک شخص کو محفوظ رکھے اور [illegible]

صدقہ کے بکرے اور اخبار پرکاش

اخبار پرکاش "لاہور مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۸ء میں ایک نوٹ بعنوان "ایک زندگی کے لئے کئی جانوں کا نقصان" شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے ان بکروں کے ذبح کرنے پر اعتراض کیا ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے ایام میں بطور صدقہ غربا اور مساکین میں تقسیم کئے گئے تھے۔ چنانچہ لکھتا ہے

"ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ ان (خلیفۃ المسیح) کی عمر بڑھانے کے لئے بکرے کیوں ذبح کئے گئے۔ کیا بکرے اس قادر مطلق کی کائنات سے نہیں۔ جو مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ ایک زندگی کی رکشا کے لئے دوسری جانوں کا نقصان کیا جا سکتا ہے۔ وہ بتلاتا ہے کہ وہ مذہب نہیں۔ کیونکہ اس میں صرف رحم کا خانہ خالی ہے۔ بلکہ دوسروں کے حقوق پر دست اندازی کی گنجائش ہے یاد رکھو سو بکروں کو ذبح کر کے تم نے اپنے پاپوں کی فہرست میں اضافہ ضرور کر لیا لیکن مرزا صاحب کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا!"

ان الفاظ کو پڑھ کر ہم حیران ہیں کہ یہ ایک ایسے شخص کے قلم سے کیونکر نکلے۔ جس کا اعتقاد ہے کہ نباتات میں بھی ایسی ہی روح ہے۔ جیسی کہ حیوانات میں۔ کیونکہ جو اعتراض اس نے بکروں کے ذبح کرنے پر کیا ہے۔ وہی اس کے ساگ پات پھل وغیرہ کھانے پر بھی پڑتا ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ آریہ سماج کے بانی جناب پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے۔ کہ نباتات میں بھی روح ہوتی ہے اگر درست ہے۔ اور ضرور درست ہے۔ تو جب نباتات کو باوجود جاندار مخلوق ہونے کے اپنی بقائے حیات کے لئے قربانی کرنا آریہ صاحبان کے نزدیک جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ اور وہ دن رات اس کو اپنی عمر بڑھانے کے لئے بیدریغ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ تو پھر بکروں کے ذبح کرنے پر وہ کس منہ سے اعتراض کر سکتے۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ "جو مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ ایک زندگی کی رکشا کے لئے دوسری جانوں کا نقصان کیا جا سکتا ہے۔ وہ بتلاتا ہے۔ کہ وہ مذہب نہیں" کیونکہ اگر اسلام اس لئے مذہب نہیں۔ کہ وہ بکروں وغیرہ کو ذبح کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ تو پھر آریہ صاحبان بھی جس دھرم کو دھرم سمجھتے ہیں وہ دھرم نہیں کیونکہ اس میں ہری بھری نباتات کو اس کی زندگی سے محروم کر کے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ حالانکہ اس میں ان کے نزدیک ایسی ہی روح ہے جیسی کہ حیوانوں میں۔ بلکہ حیوانوں کی روحیں ہی تناسخ کے چکر میں پڑ کر سبزیوں میں جاتی ہیں۔

یہ تو ہے۔ الزامی جواب جو آریہ صاحبان کے ایک مسلمہ عقیدہ کو پیش نظر رکھ کر دیا گیا ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش کا یہ خیال کہ ایک زندگی کی رکشا کے لئے دوسری جانوں کے استعمال کرنے کی جو مذہب اجازت دیتا ہے۔ وہ مذہب نہیں ہے۔ کہاں تک درست اور صحیح ہے۔ اور کہاں تک کارخانہ دنیا سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک سچے مذہب کے احکام اور باتوں کے جائز اور درست ہونے کا آسانی اور سہولت کے ساتھ اس طرح پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا نمونہ خدا کی اس مخلوق میں دیکھا جائے۔ جو احکام مذہب کی مکلف نہیں ہے۔ اور اس ایک طریق پر چل رہی ہے۔ جس پر خدا نے اسے ایک دفعہ چلا دیا ہے۔ اگر اس مخلوق میں وہ بات فطرتی طور پر پائی جاتی ہو اور اس کے بغیر اس کی زندگی محال ہو تو ماننا پڑیگا وہ خدا جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔ اس کے نزدیک اس کام کا کرنا ناروا اور ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ خود اس نے ایسا کرنے کی احتیاج رکھ دی ہے۔ جو اس کے جائز ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔

اسی اصل کے مطابق ہم ایک زندگی کی رکشا کے

لئے دوسری جانوں کے استعمال کرنے کو دیکھتے ہیں تو ہمیں صفحۂ عالم پر بیشمار ایسی مخلوق نظر آتی ہے۔ جس کی بقا اور زندگی دوسری جانوں کے استعمال پر منحصر ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو ہرگز زندہ نہ رہ سکے۔ مثلاً شیر چیتے وغیرہ جنگلی درندوں۔ باز۔ شاہین وغیرہ پرندوں مچھلیاں۔ مگر مچھ آبی جانوروں کی زندگی دوسری جانوں کے استعمال کرنے پر ہی ہے۔ اب وہ ہنودمذہب جو ایک زندگی کی رکھشا کے لئے دوسری جانوں کے استعمال کرنے کے خلاف ہے۔ وہ بتلائے کہ پرمیشور نے ایسا کیوں کیا۔ اور کیوں اس نے اپنی ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کی من بھاتی خوراک بنایا۔ کیا اس کے مطابق جو ایڈیٹر صاحب پرکاش نے تجویز کیا ہے۔ یہ کہا جائیگا کہ پرمیشور میں نہ صرف رحم کا خانہ خالی ہے۔ بلکہ دوسروں کے حقوق پر دست اندازی کرنیکا حکم بھی دیتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر وہ مذہب جو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک زندگی کی رکھشا کے لئے دوسری جانوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کیوں رحم کا خانہ خالی ہے۔ اور دوسروں کے حقوق پر دست اندازی کی گنجائش ہے۔ یہ تو اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا مذہب اسی خدا کی طرف سے ہے۔ جس نے سب مخلوق کو خلق کر کے ایک کی زندگی کو دوسری کی موت کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

افسوس ایڈیٹر صاحب پرکاش نے ایسی صاف اور واضح حقیقت کو نظرانداز کر کے محض ضد کی وجہ سے اعتراض کر دیا ہے۔ اور اعتراض بھی ایسا کیا ہے جو خود ان پر پڑتا ہے۔

باقی رہا یہ کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ ان (حضرت خلیفۃ المسیح) کی عمر بڑھنے کے لئے بکرے کیوں ذبح کئے گئے۔ ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ اپنے دماغ سے تو دیجوں بچار کرتے ہیں۔ اور پھر سے ہم سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں اور توجہ سے سن لیں کہ ہم ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ انسان کی وہ عمر جو خدا نے مقرر کر دی ہے کسی ذریعہ سے کم و بیش ہو سکتی ہے۔ ہاں اس بات کے قائل ہیں کہ انسان پر جو تکالیف اور مشکلات آتی ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری اور صدقہ دینے سے اس کی منشاء کے مطابق دور ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے لئے دعائیں کی گئیں۔ اور صدقے کے طور پر بکرے ذبح کئے گئے۔ اور صدقہ دینا ایک ایسا فعل ہے کہ جو قریباً تمام مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں پایا جاتا ہے۔ اور کوئی ایسا انسان جو خدا کو غفور اور رحیم سمجھتا ہے۔ اس کے اثر اور نتیجے سے انکار نہیں کر سکتا۔

امید ہے کہ اب ایڈیٹر صاحب پرکاش کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہوگی۔ نیز انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ جس طرح ساگ پات۔ کھیرا ککڑی۔ آلو گوبھی۔ گندم چنا کھانا کوئی پاپ اور بیر بھی نہیں۔ بلکہ انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ اسی طرح بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں کا گوشت کھانا بھی کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ ظلم ہے۔ بلکہ بالکل جائز اور روا ہے۔ کیونکہ ان جانوروں میں اسی قسم کی روح ہے۔ جس قسم کی نباتات میں ہے۔ اور جب اس کے کھانے میں حرج نہیں۔ تو ان کے کھانے میں کیوں ہونے لگا۔

القائے ربانی

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول علینا

پر مولانا ابو المجد محمد عبد الماجد صاحب نے خوب بسط و شرح سے بحث کی ہے۔ اور ابو احمد رحمانی کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے۔ جس کا فتنہ آجکل مونگھیر میں زوروں پر ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰ صفحے حجم کی ہے۔ ۲۰ پونڈ کے سفید کاغذ پر ایک روپیہ قیمت بھی تھوڑی ہے۔ مگر آج کل دفتر تشحیذ قادیان سے صرف ۸ ر میں مل سکتی ہے۔

تاویل المتشابہات

حضرت اقدس کے تمام متشابہ الہامات کے

معنی بیان کئے گئے ہیں۔ جو غیر احمدیوں پر حجت اور احمدیوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہے یہ بھی تشحیذ سے منگوائیے

مولوی محمد علی صاحب کا مذہب

تمام غیر احمدی فاسق ہیں

حال میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر پیغام نے ایک خط اپنے ہاتھ سے ایک دوست کو لکھ کر بھیجا ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

مکرمی آپ کا خط پہنچا۔ جواباً عرض ہے

(۱) حضرت مرزا صاحب کا منکر وہی حکم رکھتا ہے۔ جو دوسرے خلفاء کے منکر کا ہے کافر نہیں فاسق ہے۔

(۲) ایسے غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز ہے جو حضرت صاحب اور آپ کی جماعت کو مسلمان جانتا ہو اور اس کا اعلان کرے حضرت صاحب کا فتویٰ یہی ہے دوسروں کے پیچھے ہندوستان میں جائز نہیں۔ کہ یہاں کے علماء نے کفر کا فتویٰ مرزا صاحب کے خلاف دیا۔ حالانکہ آپ پکے مسلمان تھے

(۳) حضرت مرزا صاحب کو ہم نبی نہیں مانتے۔ ان کا دعویٰ محدثیت کا ہے۔ یعنی جزوی نبی کا نہ کامل نبی کا۔

(۴) میاں صاحب کے ماننے کے لئے ہم قرآن و حدیث سے مکلف ہیں۔

محمد علی ۲۔ مئی ۱۸ء

اس خط کے اگر ایک فقرہ کی نسبت بھی مولوی محمد علی صاحب یا ان کے کسی رفیق کو شک ہے۔ تو وہ اصل خط ہم سے دیکھ سکتا ہے۔ یا عند الضرورت اس کا عکس شائع کر دیا جائیگا۔ اس خط میں بہت سی باتیں قابل توجہ ناظرین ہیں۔

اول تو مولوی محمد علی صاحب جب سے اسلامی سوسائٹی (قادیان مرکز احمدیت) سے الگ ہوئے ہیں۔ ان کی روش تحریر میں کتنا بڑا فرق آگیا ہے۔ کہ ایک مسلمان کو خط لکھتے ہیں۔ مگر السلام علیکم بھی نہیں لکھتے

مسلم الشر وحا شاد معصلیا تو کیا۔ نیچریوں کی طرح سوائے سلام سنت اسلام خط لکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ آپ مخاطب کو کافر سمجھتے ہیں اس واسطے السلام علیکم نہیں لکھا۔ یہ یہ امر آپ کے عقائد کے خلاف ہے۔

دوم آپ تمام غیر احمدیوں کو جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں **فاسق** قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے ایجنٹ اپنے تحصیل چندہ کا تمام تر دارومدار اس تبلیغ و اشاعت پر رکھتے ہیں کہ قادیانی پارٹی تم مسلمانوں کو کافر کہتی ہے۔ اور ہم تمہیں مسلمان سمجھتے اور جانتے ہیں۔ بھلا لیکن کافر کوئی اتنا سخت لفظ نہیں یہ تو ایک اصطلاح ہے کہ جو لوگ حلقہ اسلام میں داخل نہیں انہیں زبان شریعت میں کافر کہا جاتا ہے۔ اور خود بھی جو اسلام میں داخل نہ ہو اسے پوچھا جائے کہ آیا تم آنحضرت صلعم کے مومن ہو یا کافر تو وہ کہیگا کافر۔ غرض کافر تو ایسا لفظ ہے کہ خود وہ شخص بھی اپنے لئے جائز سمجھتا ہے۔ مثلاً جو غیر احمدی ہوگا۔ وہ صاف اقرار کریگا کہ میں مرزا صاحب مسیح موعود کا کافر ہوں۔ اور یہی ہم کہتے ہیں کہ فلاں مسیح موعود کا کافر ہے۔ کافر باللہ تو ہم اسے نہیں کہتے۔ جو اللہ پر ایمان رکھنے والا ہے۔ جو محمد رسول اللہ پر ایمان لایا وہ کافر بالمحمد ہم نہیں کہیں گے) لیکن یہ نہیں کہیگا کہ میں فاسق ہوں۔ پس کسی کو فاسق کہنا گویا اس کے ساتھ رعایت نہیں۔ مطلب تقریباً ایک ہی ہے۔ قرآن مجید میں ہے وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخٰسرون۔ فاسق کون ہوتے ہیں جو اللہ کے ساتھ عہد باندھ کر پھر توڑ دیں (۲) اور جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے تعلقات قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے قطع کریں۔ (۳) اور زمین میں فساد کرتے پھریں۔

اس قرآنی تشریح سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے تمام مسلمانان عالم کے لئے جو لفظ استعمال فرمایا۔ اس کے اندر کیا مفہوم مخفی ہے۔ اور ان کے خیالات ان مسلمانوں کے بارے میں کیا کیا ہیں جن میں بڑے بڑے سجادہ نشین صوفیاء و علماء و امراء شامل ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمان تو بیوقوف نہیں کہ مسیح موعود کے منکر (کافر) کہلانے سے تو چڑ جائیں۔ اور بجائے اس کے اپنے لئے یہ فاسق کا لقب پسند فرمائیں۔ یا بالفاظ دیگر وہ اپنے حق میں یہ خطاب تو سنیں کہ ہم وہ ہیں کہ اللہ سے عہد باندھ کر توڑ دیتے ہیں۔ جن سے اللہ نے تعلقات قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان سے قطع کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔ اور پھر ان خطابوں سے خوش ہو کر خواجہ کمال الدین صاحب کے مشن میں چندہ دیں۔ تاکہ مسلمانان عالم کو فاسق بنانے کے کام میں ترقی ہو۔

(۲)

دوسرا فتویٰ مولوی محمد علی صاحب کا یہ ہے۔ کہ اس شخص کی اقتداء میں نماز ہندوستان میں درست ہو جو میرزا صاحب (مسیح موعود) کو مسلمان جانے۔ اور اس کا اعلان کردے۔

(ب) دوسروں کے پیچھے ہندوستان میں جائز نہیں

یہ فتویٰ اپنی نوعیت میں عجیب ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸ حاشیہ)

مکفر اور مکذب کے علاوہ متردد کے پیچھے نماز قطعی حرام فرمائی۔ کیا جو حضرت اقدس کو مسیح موعود ماننے میں متردد ہو۔ وہ آپ کو مسلمان سمجھتا ہوگا یا نہیں۔ ضرور سمجھتا ہوگا۔ پس اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنا قطعی حرام فرمانا کیا یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو صرف مسلمان ماننا نماز میں امامت کا حق نہیں دلاتا پھر اس حکم میں ہندوستان یا انگلستان کی قید نہیں بلکہ حکم عام ہے۔ پس اس کو ایک ملک سے خاص کرنا کس دلیل سے ہے۔ محکمات اور بینات سے یہ انحراف اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پھر یہ امر کیا عجیب نہیں کہ ایک مکفر (جو آپ لوگوں کے نزدیک بھی کافر و خارج از دائرہ اسلام ہے) کے پیچھے ہندوستان میں نماز ناجائز ہو۔ مگر جب وہ انگلستان پہنچ جائے۔ تو پھر باوجود اس عقیدہ پر قائم رہنے کے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کافر یا مفتری ہیں۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہو جائے کیا ظفر علی خاں نے ستارہ صبح میں وضاحت سے نہیں لکھا کہ میں ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو مفتری اور بیخ کن اسلام سمجھتا رہا ہوں۔ اور پھر باوجود اس کے خواجہ صاحب وغیرہ نے اس کے پیچھے نماز پڑھی۔

دوم۔ حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

”اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کریں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔“ (صفحہ ۱۲۵)

آپ نے تو صرف اتنا فرمایا کہ ”حضرت مرزا صاحب کو مسلمان جانتا ہو“۔ اس کا اعلان کردے تو نماز جائز ہے۔ مگر حضرت اقدس نے بہت سی شرطیں فرمائیں موٹی موٹی یہ ہیں۔

(۱) ایک لمبا اشتہار شائع کرے (۲) ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح کرے۔ (۳) تصریح کے ساتھ یہ لکھے کہ میں اس مولوی کو کافر خارج از دائرہ اسلام سمجھتا ہوں اور پھر اس سے آئندہ کافروں جیسا معاملہ کرے۔ یعنی۔ نہ اس کے پیچھے نماز پڑھے۔ نہ اس سے فتویٰ لے۔ نہ اس کے نکاح میں لڑکی دے۔ وغیرہ (۴) اس میں نفاق کا شبہ نہ ہو جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ خدا کے

کھلے کھلے معجزات کا نشان ہو مثلاً یا قوتیں … (۲) … مجیب ہوگا … (۳) جنگل کی دلجوئی (۴) طاعون۔ (۵) بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا۔ کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا۔

اس بیٹے کا نام سبز اشتہار میں محمود بتایا … کی نسبت اطلاع کہ اولوالعزم اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔

اب مجھے بتاؤ کہ روئے زمین پر کون ایسا مسلمان ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں اور ان شرائط کو پورا کر چکا ہو حضرت اقدس تو فرماتے ہیں کہ ان شرائط کو پورا کرے۔ تب اسے مسلمان سمجھو گے۔ … آپ صرف حضرت مرزا صاحب کو مسلمان جاننے پر نماز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ ہاں آپ کے مذہب میں غیر مسلم کے پیچھے نماز جائز ہو تو الگ بات ہے۔

(۳)

تیسرا فتویٰ آپ کا یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ جزوی نبی کا تھا۔ ذرا مولوی محمد احسن صاحب سے مشورہ کر لیجئے کہ وہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون میں حضرت یوسف کو **جزوی نبی** لکھ رہے ہیں کیا وہ بھی **محدث** ہی تھے۔ نیز

آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

کا دعویٰ ہوتے آپ حضرت اقدس کو کس طرح سے بجائے کامل کے جزوی ٹھہرا دینگے۔ سنئے خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں۔ **میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں** وہ اکمل نبی ہونے کے مدعی۔ آپ کامل ہی نہیں کہتے۔ پھر حقیقۃ الوحی ص ۱۲ پر فرماتے ہیں " … سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے **کامل حصہ پایا** جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔"

اب فرمائیے آپ جزوی نبی بمعنی ناقص نبی ہیں یا کامل نبی آپ کو تو جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ اپنے اندر دکھنے [illegible]

کا دعویٰ ہے۔ دیکھو غلطی کا ازالہ صفحہ ۹ و ۱۰۔ اور آپ انہیں جزوی کہتے ہیں۔

(۴)

چوتھا فتویٰ آپ کا یہ ہے کہ میاں صاحب کے ماننے کے ہم قرآن و حدیث سے مکلف نہیں بجا فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات کی آیت کے آخر میں جو **من کفر بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون** آیا ہے۔ تو یہ فاسق کس کے نہ ماننے والوں کو فرمایا۔ کیا یہ فتویٰ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے منکروں کے لئے ہے[1]۔ یا انہیں جس دلیل سے آپ انہیں خلیفہ قرار دیتے ہیں اسی دلیل سے میں حضرت محمود کو خلیفہ ثابت کر دونگا۔ اگر شیعہ کی طرح نص ضروری ہو تو حضرت مسیح موعود کی نص موجود ہے۔

یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا۔ جو اس کا **جانشین** ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۱۲)

پیشگوئیاں بھی سن لیجئے۔

میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں **پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں**۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام **محمود** رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے۔ اور سترہویں سال میں ہے۔"
حقیقۃ الوحی ص ۳۶۰

لیجئے ایک طرف تو مسیح موعود کی اولاد سے جانشین ہونے کی خبر اور اپنی پیشگوئی کا حوالہ دوسری طرف وہ پیشگوئی پھر نام کے ساتھ تعیین بھی ہم نے دکھا دی۔ اب آپ کیسے انکار فرما سکتے ہیں۔ اگر کہو کہ وہ تو تین سو سال کے بعد ہوگا۔ تو سن لیجئے۔

مہدی معہود …… خاتم الاولاد ہے۔ اور اس کے زمانہ کے بعد نسل انسانی کوئی کامل فرزند پیدا نہیں کریگی۔ … فرزند … کے جو اس کی حیات میں ہوں …… اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے ایسے لوگوں کو اپنی امت میں داخل نہیں سمجھا۔ جو مسیح موعود کے زمانہ کے بعد ہونگے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۵۱)

اور اگر پہلے خلیفہ کا تقرر ضروری ہے۔ تو شیخ تیمور سے شہادت لے لو کہ خلیفہ اول نے کس کا نام لکھا تھا۔ اور اگر کثیر حصہ جماعت حقہ کا اجماع ضروری ہے۔ تو وہ بھی دیکھ لو کہ مسیح موعود کی جماعت کا کثیر حصہ کس کے ساتھ ہوا اور ہے۔ اگر انجمن کے ممبروں کی کثرت مطلوب ہے۔ تو وہ بھی آپ پر واضح ہے۔ غرض جس طریق شرعی سے بھی چاہو۔ یہ خلافت ثابت ہے۔

باقی رہی حدیث کہ اس سے آپ مکلف نہیں تو مجھے بتا دیجئے۔ کہ جب از روئے قرآن و الہامات مسیح موعود حضرت میاں صاحب خلیفہ برحق ثابت ہو چکے اور آپ نے ان کی اطاعت سے انکار … کیا … مسیح موعود کی وفات کے بعد تمام اصحاب مسیح موعود نے جس امر پر اتفاق

[1] اس آیت کے معنوں کے لئے اپنے مرشد و آقا ہمارے خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین کے یہ الفاظ پڑھ لیجئے "… اب ان کے بعد اگر کوئی ابوبکر کو نہیں مانتا تو فرمایا ومن کفر بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون" (رپورٹ صدر انجمن … آپ ہی نے مرتب کی ص …)

گجرات میں آریہ سماج سے مناظرہ

کیا وید کامل الہامی کتاب ہیں؟

۲۰ مئی کو آریہ صاحبان سے اس مسئلہ پر بحث مقرر تھی۔ کہ کیا وید کامل الہامی کتب ہیں۔ اس کے متعلق آریوں کی طرف سے ٹھیک ساڑھے ۸ بجے تحریری پرچہ پہنچا۔ جو فلسکیپ کے سوا تین صفحے کا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ شرائط میں صاف تحریر تھا کہ پرچہ صاف اور سلیس اردو میں ہوگا تاکہ حاضرین سمجھ سکیں۔ پرچہ میں سنسکرت لفظ بہت کثرت سے استعمال کئے گئے۔ ہماری طرف سے جناب حافظ روشن علی صاحب نے اس کا جواب لکھوایا۔ جب ہم آریہ سماج کے پنڈال میں ساڑھے نو بجے پہنچے۔ اور ان کی طرف سے پنڈت پورنانند صاحب اپنا تحریر کردہ پرچہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ چونکہ پرچہ جو میں سنانے لگا ہوں۔ اس میں بہت سے الفاظ سنسکرت کے آئے ہیں۔ جن کو آپ صاحبان نہیں سمجھ سکیں گے۔ اس لئے میں ساتھ ساتھ ان کی تشریح کرتا جاؤنگا۔ اس پر انہیں کہا گیا کہ یہ طے شدہ شرائط کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ جو تشریح آپ اب زبانی کرنا چاہتے ہیں۔ اسے اپنے پرچہ میں ہی قلمبند کر دیتے۔ لیکن جب آپ نے باوجود اس شرط کے جاننے کے کہ پرچہ سلیس اردو میں لکھا جانا چاہئے۔ سنسکرت کے الفاظ کی بھرمار کی ہے۔ تو اب آپ کا کوئی حق نہیں ہے کہ زبانی تشریح کریں۔ اس کے متعلق پنڈت صاحب نے کہا کہ چونکہ میں اردو سے محض امی ہوں۔ اس لئے میں نے طے شدہ شرط کے خلاف کثرت سے سنسکرت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور اب ان کی تشریح زبانی کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں کہا گیا کہ آپ کے اردو جاننے یا نہ جاننے کی صداقت تو آپ کے اسی فقرہ سے ہو رہی ہے۔ کہ "میں اردو سے محض امی ہوں"۔ لیکن اگر آپ اردو نہیں جانتے۔ تو یوں کیونکر رہے ہیں۔ اور پھر تشریح کس طرح کریں گے۔ پس اب یا تو آپ نے جو پرچہ لکھا ہے اسی کو سنا لیجئے۔ اور کوئی لفظ بھی ایسا نہ بولئے جو پرچہ میں نہیں ہے۔ یا اس پرچہ کو جو طے شدہ شرائط کے خلاف ہونے کے مسترد کیجئے۔ اور نیا پرچہ لکھ کر لائیے جو صاف اور سلیس اردو میں ہو اور جس کی زبانی تشریح کرنے کی آپ کو ضرورت نہ ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ آپ کے لئے اور کوئی صورت نہیں ہے جب یہ کہا گیا تو پنڈت صاحب نے بلا زبانی تشریح کے سکرٹری صاحب آریہ سماج کے کہنے پر اپنا پرچہ پڑھنا شروع کیا جسے حاضرین نے نہ سمجھنے کی وجہ سے نہایت تکلیف کے ساتھ سنا اور کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ پرچہ ختم کرنے کے بعد پنڈت صاحب نے پھر درخواست کی کہ میرے آدھ گھنٹہ وقت سے جتنے منٹ باقی ہیں۔ ان میں مجھے زبانی تشریح کرنے کی اجازت دیجائے۔ جس کو ہم نے منظور کر لیا۔ اور انہوں نے جہاں تک کہ ان سے ہو سکا تشریح کی۔

پنڈت صاحب نے اپنے پرچہ میں دس معیار پیش کرکے کہا کہ جس کتاب میں یہ پائے جائیں۔ وہ الہامی اور کامل ہو سکتی ہے۔ اور یہ معیار سوائے وید کے کسی اور کتاب پر صادق نہیں آتے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ وید ہی کامل اور الہامی کتاب ہیں۔ اس کے جواب میں ہماری طرف سے جو پرچہ پڑھا گیا اس میں ہم نے پہلے تو یہ دریافت کیا کہ آیا وید صرف برہما پر نازل ہوئے ہیں۔ یا چار رشیوں پر۔ منوسمرتی میں صرف چار رشیوں پر نازل ہونا لکھا ہے۔ اور پنڈت دیانند صاحب۔ اگنی۔ وایو۔ انگرہ۔ آدت۔ پر نازل ہونا لکھتے ہیں۔ کونسی بات درست ہے۔ اور اگر چاروں پر نازل ہونا مانا جائے۔ تو پھر یہ بتایا جائے۔ کہ وہ عناصر تھے۔ یا انسان تھے۔ اور اگر انسان تھے تو ویدوں کے نازل ہونے سے پہلے ان کا کیا علم تھا۔ اور وہ معصوم تھے یا نہیں پھر یہ کہ وید تین ہیں یا چار۔ آریہ سماج کی کتب سے تین وید کا ہی پتہ چلتا ہے۔ چوتھے کا نہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ وید چار ہیں۔ چوتھا وید کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ ان باتوں کا فیصلہ ہونے کے بعد ہم دیکھیں گے کہ وید کامل اور الہامی کتاب ہیں۔

پنڈت صاحب نے جو معیار پیش کئے ہیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ ویدوں سے ہی پیش کرتے۔ اور ویدوں کو ان پر چسپاں کرکے دکھلاتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور اپنی طرف سے کچھ باتیں پیش کر دی ہیں لیکن جو باتیں انہوں نے پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ جو غلط ہیں۔ اور بعض ایسی ہیں کہ جن پر وید پورے نہیں اترتے۔

اس کے بعد ان کے ہر ایک معیار کو لیکر ان کی غلطی یا ان پر ویدوں کا سچا ثابت نہ ہونا دکھایا گیا۔ نیز ان کی اور باتوں پر روشنی ڈالی گئی۔ یہ تمام باتیں چونکہ تحریری سنائی گئیں۔ اس لئے وہ پرچہ شائع کر دیا جائیگا۔ جس سے معلوم ہو جائیگا کہ پنڈت صاحب کے پیش کردہ معیار کہاں تک درست اور صحیح ہیں۔ اور ان سے ویدوں کا کامل الہامی کتاب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یا اس کے برخلاف

ہمارا پرچہ پڑھے جانے کے بعد بھی چونکہ نصف وقت بچ گیا تھا۔ اس لئے اس میں جناب حافظ صاحب نے تحریری باتوں کی زبانی تشریح کی۔ اس کے بعد ۲۰ منٹ میں پنڈت صاحب نے جوابی تقریر کی۔ اور ویدوں کے الہامی نہ ہونے کے خلاف جو اعتراضات پیش کئے گئے تھے۔ ان میں سے بعض کو لے کر ان کی ایسی عجیب و غریب تشریح کی کہ ہنسی کو روکنا بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ مثلاً ہماری طرف سے کہا گیا تھا کہ ویدوں میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور عالم الغیب نہیں ہے۔ مثلاً یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۷۴ میں لکھا ہے کہ پرمیشور لوگوں سے پوچھتا ہے۔ کہ تم رات کہاں رہے۔ دن کہاں بسر کیا۔ تمہارا کونسا دھن ہے۔ اس کے متعلق پنڈت صاحب نے کہا کہ اس

ستر میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جب برات کسی کے گھر جائے تو اسے چاہیئے کہ اس طرح براتیوں سے پوچھے اس پر انھیں کہا گیا کہ اول تو وید میں ہرگز نہیں لکھا کہ براتیوں سے اس طرح پوچھنا چاہیئے۔ اور نہ ہی وید میں برات وغیرہ کا کوئی ذکر ہے۔ پر میشور خود پوچھتا ہے۔ لیکن اگر اس کو مان لیا جائے۔ کہ یہ براتیوں سے پوچھنے کے متعلق ہے۔ تو کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ جب برات گھر میں آئے تو اس وقت یہ باتیں پوچھی جاتی ہیں ہرگز نہیں۔ برات آنے کی تو نوبت ہی اس وقت آتی ہے۔ جبکہ پہلے سے ہی اس قسم کی باتیں پوچھ لیجاتی ہیں۔ نہ کہ برات کے آنے پر پوچھی جاتی ہیں غرضیکہ پنڈت صاحب نے اسی قسم کی باتوں کو پیش کرنا شروع کیا۔ اور آخر وقت تک ایسا ہی کرتے رہے ہمارے کسی مطالبہ کا اول تو انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور جو دیا وہ ایسا کہ اگر نہ دیتے تو اچھا ہوتا۔ ان کے بیس منٹ تقریر کرنے کے بعد دس دس منٹ کی تقریریں ہوتی رہیں۔ اور جناب حافظ صاحب اپنی ہر ایک تقریر میں پنڈت صاحب کے جوابات کی کمزوری ثابت کرکے اپنے مطالبات کو دوہراتے رہے لیکن افسوس کہ پنڈت صاحب بعض مطالبات کی طرف بالکل نہ آئے۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت گذارتے رہے۔

جس قدر زبانی تقریریں ہوئی ہیں وہ بھی قلمبند کرلی گئی ہیں۔ اگر آریہ صاحبان نے ہمارے تحریری پرچہ کے شائع ہونے پر جس میں تمام مطالبات درج ہیں۔ کچھ لکھا تو ہم طرفین کی تقریریں شائع کرکے بتائیں گے کہ پنڈت پورنانند صاحب نے جو جواب دیئے تھے وہ کہاں تک معقول اور مدلل تھے۔

خدا کے فضل و کرم سے آج کے مناظرہ کا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور سمجھدار لوگوں کو وید دن کی حقیقت بہت اچھی طرح معلوم ہوگئی۔ اور یہ بات واضح ہوگئی کہ آریہ صاحبان وید دن کا الہامی ہونا ثابت نہیں کرسکتے۔

نحو قرآن کریم کے الہامی اور کامل ہونے پر اسی طرح

سے مباحثہ ہوگا۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس میں بھی ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔

۲۵ - مئی ۱۱ء

مباحثہ کا دوسرا دن

آج ۲۶ - مئی کا مباحثہ خدا کے فضل و کرم سے بہت ہی کامیاب ہوا۔ آریہ صاحبان کو کل کے مناظرہ میں جو ناکامی ہوئی تھی اس سے متاثر ہو کر انھوں نے شانتی سروپ کو بذریعہ تار بلایا۔ اور آج اسی کو بحث کے لئے پیش کیا۔ ہم نے اپنا پرچہ صبح پونے چھ بجے انھیں بھیج دیا تھا اور وقت مقررہ یعنی ۹ بجے سے پہلے آریہ سماج کے پنڈال میں پہنچ گئے۔ ۹ بجکر ۲۲ منٹ پر مباحثہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اور ہم نے اپنا پرچہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں قرآن کریم کے کامل اور الہامی ہونے پر قرآن کریم سے ہی بارہ معیار پیش کئے گئے تھے۔ ہمارا پرچہ پورے آدھ گھنٹہ میں نہایت خوبی اور عمدگی سے پڑھا گیا ہے حاضرین نے نہایت توجہ اور غور کے ساتھ سنا

اس کے جواب میں شانتی سروپ صاحب جب اپنا پرچہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو بجائے اس کے کہ پرچہ پڑھتے۔ انھوں نے زبانی تقریر شروع کرنی چاہی۔ جس پر انھیں کہا گیا کہ یہ طے شدہ شرائط کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ ایسا نہیں کرسکتے۔ مہربانی فرما کر جو کچھ آپ نے لکھا ہے اسی کو پڑھئے اس پر انھوں نے بہت کچھ پیچ و تاب کھائے۔ اور زبانی تقریر کرنے پر اصرار کیا۔ لیکن ہمارے علاوہ پبلک نے بھی ان کی اس حرکت پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور انھیں کوئی ایک لفظ بھی زبان سے نکالنے سے روک دیا جو ان کے پرچہ میں درج نہ تھا اور ان پر زور دیا کہ اپنا تحریر کردہ پرچہ ہی پڑھ کر سنائیں جب وہ اس بات پر مجبور ہوگئے۔ تو انھوں نے اپنا پرچہ ایک مصیبت سمجھ کر پڑھنا شروع کردیا۔ لیکن پھر بھی زبانی تشریح کرنے سے باز نہ آئے۔

جس سے ہم نے انھیں پھر روکا۔ اس قدر روکنے کے بعد انھوں نے اس پرچہ پڑھنا شروع کیا۔ ان کی ان حرکات سے سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انھیں شانتی سروپ صاحب کے پرچہ پڑھنے سے پہلے ہی ان کے پرچہ کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ پھر پرچہ پڑھنے کے وقت جو حالت ان کی ہوئی وہ بہت ہی قابل رحم تھی۔ ہمارے پرچہ کے جواب میں جو کچھ انھوں نے لکھا تھا۔ اس کا معقول یا نامعقول ہونا تو الگ رہا۔ وہ اپنے پرچہ کو صاف طور پر پڑھ ہی نہیں سکتے تھے۔ فقرہ فقرہ پر ٹھہرتے سوچتے سر کھجلاتے پیشانی سے عرق ندامت پونچھتے۔ اور سکرٹری صاحب آریہ سماج سے جو ان کے پہلو میں انھیں پرچہ پڑھنے میں مدد دینے کے لئے کھڑے تھے الفاظ دریافت کرتے اور بڑی مشکل اور مصیبت کے بعد جا کر ایک فقرہ ادا کرتے۔ اور اکثر اوقات پھر بھی غلط ہی پڑھتے اس وقت جو کچھ ان کی حالت ہو رہی تھی وہ بہت ہی عبرتناک اور قابل رحم تھی۔ اور اس سے متاثر ہو کر جب ہم نے ان سے دریافت کیا کہ کیا پرچہ آپ کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ کہ آپ اس کے پڑھنے میں اس قدر مشکلات میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ پرچہ تو میرا ہی ہے۔ لیکن میں نے کسی سے لکھوایا ہے اس لئے میں پڑھ نہیں سکتا۔ آخر بڑی مشکل اور مصیبت کے ساتھ انھوں نے اپنا پرچہ ختم کیا۔ ان کے پرچہ پڑھنے کے دوران میں جلسہ گاہ میں نہایت ابتری پھیلی رہی۔ اور آریہ صاحبان بار بار لوگوں سے خاموش رہنے کی درخواست کرتے رہے۔ دراصل لوگ بھی مجبور تھے۔ کیونکہ جو کچھ پڑھا جارہا تھا اس کا ان کی سمجھ میں آنا تو درکنار پڑھنے والے صاحب کی سمجھ میں بھی نہ آتا تھا۔ آخر بڑی مشکل اور مصیبت کے بعد جب پرچہ ختم ہوا اور شانتی سروپ صاحب پھر کچھ زبانی فرمانے پر آمادہ ہوئے۔ لیکن روک دیا گیا۔

اس کے جواب میں جناب حافظ روشن علی صاحب نے تقریر شروع فرمائی اور ۲۰ منٹ میں اس پرچہ کا جو شانتی سروپ صاحب کے لئے مصیبت کا پھندا بن گیا تھا ایسی خوبی اور عمدگی سے جواب دیا کہ سامعین عش عش

نمبر ۹۳ جلد ۵

گرتے تھے۔ اس کے بعد دس دس منٹ کی تقریریں ہوتی رہیں۔ جن میں شانتی سروپ قرآن کریم کی آیات پر اعتراض کرتا۔ اور جناب حافظ صاحب جواب دیتے اور ایسے معقول جواب دیتے۔ کہ سامعین پر مباحثہ صاحب کے اعتراضات کی بیہودگی صاف طور پر واضح ہو جاتی۔ یہ اعتراضات اور ان کے جوابات قلم بند کرلئے گئے ہیں جنہیں انشاء اللہ عنقریب مفصل طور پر شائع کیا جائیگا جس سے ان لوگوں پر بھی شانتی سروپ کی قابلیت اور حقیقت واضح ہو جائیگی جو مباحثہ میں شریک نہیں تھے۔

غرض آج خدا کے فضل و کرم سے ہمیں ایسی کامیابی نصیب ہوئی۔ کہ غیر احمدی تو غیر احمدی ہندؤں تک نے بھی تسلیم کرلیا کہ آریہ مناظر سے کچھ نہیں بن سکا اور سخت ناکام رہا ہے۔ کئی غیر احمدی صاحبان نے اس مناظرہ کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب کرکے شائع کرنے پر زور دیا۔ اور ہمارے مکرم معظم جناب ملک مولا بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ گجرات ساکن گوریانی نے اس کی پانچسو جلدوں کے شائع کرنیکا خرچ اپنی طرف سے دینے کا ارشاد فرمایا۔

۲۶ - مئی ۱۸ء

تیسرے دن کی کارروائی

قرآن کریم کے بعد الہام

۲۷ - مئی کو زیر بحث مسئلہ یہ تھا کہ آیا قرآن کریم کے بعد سلسلہ الہام جاری ہے یا نہیں۔ ہم اس بات کے مدعی تھے کہ جاری ہے۔ اور آریہ صاحبان اس کے خلاف تھے۔ اس دن مناظرہ کا وقت ۸ سے ۱۱ بجے رات تک رکھا گیا تھا۔ ہم نے اپنا پرچہ مباحثہ شروع ہونے سے تین گھنٹے پہلے۔ یعنی پانچ بجے بھیجدیا لیکن مباحثہ ۸ کی بجائے ۹ بجے شروع ہوا جس کر آریہ صاحبان کو ہمارے پرچہ کا جواب لکھنے کے لئے چار گھنٹے مل گئے۔

ہماری طرف سے اپنے دعوے کے اثبات میں پرچہ پڑھ کر سنایا گیا جس میں قرآن کریم کی آیات کو پیش کرکے عقلی و نقلی طور پر ثابت کیا گیا۔ کہ الہام الٰہی کی ہر زمانہ میں ضرورت ہے۔ اور یہ جاری ہے۔ اس کے متعلق دس دلائل پیش کئے گئے۔ نیز حضرت مسیح موعود کے دیگر الہامات۔ اور پیشگوئیوں کے علاوہ ڈاکٹر ڈوئی اور پنڈت لیکھرام صاحب اور موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیوں کو سلسلہ الہام کے جاری رہنے کے ثبوت میں خاص طور پر پیش کیا گیا۔

اس کے جواب میں شانتی سروپ صاحب نے اپنا پرچہ پڑھ کر سنایا جو بہت ہی مختصر تھا۔ اور چند ہی منٹ میں ختم ہو گیا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا تھا وہ نہایت ہی مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے اکثر لوگ بے اختیار ہنس پڑتے تھے۔ آریہ مناظر صاحب نے ہمارے پیش کردہ دلائل میں سے کسی ایک کی بھی تردید نہ کی ان کے پرچہ کا سب لباب اور خلاصہ صرف یہ تھا کہ اگر ہر زمانہ میں الہام کا سلسلہ جاری مانا جائے۔ تو اس سے ایشور میں نقص ثابت ہوتا۔ اور پہلے الہامی کلام کو ناقص قرار دینا پڑتا ہے۔ اس لئے اگر سلسلہ الہام جاری ہے۔ تو قرآن ناقص ہے۔ اس کے جواب میں جناب حافظ روشن علی صاحب نے ۲۰ منٹ تقریر کی اور بتایا کہ آریہ مناظر صاحب کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم کے بعد سلسلہ الہام کا جاری رہنا اس کو ناقص ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے کمال کا اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں وعدہ فرمایا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو خوشخبریاں دیتے ہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ کسی سے کلام نہ کرے تو اس سے قرآن کریم پر اعتراض پڑتا ہے۔ کہ اس کا وعدہ غلط نکلا۔ نہ کہ الہام ہونے کی صورت میں اس پر کوئی اعتراض پڑتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ اگر ایشور بار بار کلام کرے۔ تو اس سے اس میں نقص ماننا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر کسی کام کے بار بار کرنے سے ایشور میں نقص لازم آتا ہے۔ تو کیا رات کے بعد دن۔ اور دن کے بعد رات بار بار آتی ہے۔ اس سے بھی خدا ناقص ہو جاتا ہے؟ اس جواب کو جناب حافظ صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ نیز دیگر باتوں کا بھی جواب دیا۔ جو انشاء اللہ مباحثہ کی روئداد میں مفصل طور پر شائع ہوگا۔ اس کے بعد دس دس منٹ کی تقریریں شروع ہوئیں جن میں آریہ مناظر صاحب قریبا اپنی پہلی باتوں کو دہراکر اپنا وقت پورا کرتے رہے۔ اور ایسے رنگ میں پورا کرتے رہے۔ کہ حاضرین پر ان کی کمزوری نہایت صفائی کے ساتھ ظاہر ہوگئی اور ان تقریروں میں جھلاکر بعض اوقات آریہ مناظر صاحب بدتہذیبی پر اتر آتے تھے۔ اور باوجود اس کے کہ سامعین بھی انہیں تنبیہ کرتے تھے۔ باز نہ آتے تھے۔ جناب حافظ صاحب نے نہایت مدلل اور معقول تقریریں کیں۔ اور جلسہ بارہ بجے رات ختم ہوا۔

جلسہ کے بعد مسلم زمیندارہ ہائی سکول گجرات کی طرف سے جناب حافظ صاحب سے درخواست کی گئی کہ آپ صبح ساڑھے ۷ بجے ہمارے سکول کے طلباء کے لئے تقریر فرمادیں جسے جناب حافظ صاحب نے منظور کرلیا۔ اور ۲۸ - مئی کی صبح کو سکول کے گراؤنڈ میں جناب حافظ صاحب کی ایک گھنٹہ تقریر ہوئی۔ ابتداء میں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو ایک قابل اور با اخلاق نوجوان ہیں طلباء کو جناب حافظ صاحب سے واقفیت کرائی۔ اور اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ جناب حافظ صاحب نے باوجود رات کی کوفت کے۔ اور آج رات پھر مباحثہ کرنے کے لئے تیاری کرنے کے ہمارے سکول کے طلباء کی خاطر تقریر کرنا منظور کرلیا ہے۔

جناب حافظ صاحب نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور طلباء کو دیندار بننے کی تلقین کرتے ہوئے۔ نماز اور روزہ کی حقیقت اور فوائد سمجھائے۔ تقریر نہایت توجہ اور غور سے سنی گئی۔ اور آخیر میں ایک طالبعلم نے طلباء کی طرف سے جناب حافظ صاحب کا شکریہ ادا کیا

چوتھے دن کی کاروائی

مسئلہ تناسخ

۲۸- تاریخ زیر بحث مسئلہ تناسخ تھا۔ اس کے اثبات کے مدعی آریہ صاحبان تھے۔ اور تردید ہمارے ذمہ تھی۔ آریہ صاحبان نے اپنا پرچہ پانچ بجے کے قریب ہمارے پاس بھیجا۔ جس کا جواب ہم نے تیار کیا۔ اس دن جلسہ آٹھ بجکر پچاس منٹ پر شروع ہوا۔ آریہ مناظر صاحب نے اپنا پرچہ پڑھا۔ جو صرف تین چار منٹ میں ختم ہوگیا۔ اس کے جواب میں ہم نے پرچہ پڑھا۔ اور بعد ازاں زبانی تقریریں شروع ہوئیں۔ آریہ مناظر صاحب نے اپنے پرچہ میں لکھا تھا کہ ہم اپنے دلائل زبانی تقریروں میں بیان کریں گے۔ لیکن بار بار کے مطالبے کے باوجود انھوں نے کچھ نہ پیش کیا۔ اور نہایت بودی اور کمزور باتیں بیان کرکے اپنا وقت گذارتے رہے اس مباحثہ میں جس قدر ناکامی آریہ مناظر صاحب کو ہوئی۔ امید ہے وہ انھیں ہمیشہ کے لئے یاد رہیگی یا اگر انھوں نے یاد نہ رکھا تو چھپکر ایک یادگار کے طور پر ہوگی۔ مناظر صاحب بات بات پر ٹھوکریں کھاتے۔ اور اوندھے منہ گرتے تھے۔ دوران مباحثہ میں ایک حوالے پیش کرنے پر باوجود حوالہ بتا دینے کے انھوں نے بڑے زور شور کے ساتھ مطالبہ کیا کہ یہ حوالے کتاب سے سنا دیجئے۔ تو ہم مجود کتاب سنا کر انکو لاجواب کیا۔ اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ اسی قسم کی اور بہت سی ایسی حرکات آریہ مناظر صاحب سے سرزد ہوئیں کہ جنھوں نے ان کی رہی سہی وقعت بھی خاک میں ملا دی۔ سامعین پر اچھی طرح واضح ہوگیا کہ آریہ مناظر تناسخ کی تائید میں کوئی معقول دلیل نہیں پیش کر سکے اور جناب حافظ صاحب نے جس قدر اعتراضات کئے ہیں۔ ان کا بالکل جواب نہیں دے سکے اس مباحثہ کی مفصل کاروائی شائع ہونے پر پتہ لگ جائیگا کہ یہ مباحثہ کیسا کامیاب ہوا ہے۔ جلسہ میں حاضرین ہزار بارہ سو کے قریب ہوتے تھے جن میں معزز طبقہ کے ہندو مسلمان شامل تھے۔ شہر گجرات میں آجکل اس مباحثہ کا خاص طور پر چرچا ہے۔ اور جناب حافظ صاحب کی قابلیت اور علمیت کا نہایت زور شور کے ساتھ اعتراف کیا جا رہا ہے۔

اخیر پر میں اپنے گجرات کے احمدی بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کا مجوزہ مباحثہ نہایت کامیاب ہوا۔ اور انھوں نے اس کے ذریعہ مسلمانان گجرات کو بہت فائدہ پہنچایا۔ ر ۲۹ مئی ۱۹۱۸ء

نامۂ لنڈن

ایک لیڈی کا احمدی ہونا

قبول اسلام ۱۵ فروری کی رپورٹ میں ذکر ہو چکا ہے۔ کہ دو لیڈیاں جن کو عاجز تبلیغ کر رہا تھا اس منزل پر پہنچ چکی ہیں کہ ہر دو نے حضرت نبی کریم محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود کی نبوت کی تحریری تصدیق کی ہے اب اُن میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رحمت سے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اُس کی درخواست بیعت اسی ڈاک میں بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ روانہ کر دی گئی ہے۔ (پہنچ گئی ہے۔ ایڈیٹر) اس معزز لیڈی کا نام مسز ارمی ہے۔ اُس نے اسلامی نام اپنے لئے راحیل پسند کیا ہے۔ راحیل حضرت نبی اللہ یعقوب علیٰ نبینا و علیہ السلام کی بیوی کا نام تھا۔ اس لیڈی کا ایک بیٹا برطانی افواج ہند میں ملازم ہے۔ اور آجکل مسوپوٹے میا میں مصروف جنگ ہے۔ اُس کے خطوط بی راحیل نے مجھے دکھائے ہیں۔ اور چند اسلامی کتب مجھ سے لے کر اُسے روانہ کی ہیں۔ تاکہ اُسے بھی قبول اسلام کی تحریک ہو۔ فالحمد للہ

پانچ روپے فنڈ یہاں کے کام کی مختصر رپورٹ اور اُن اخباروں کے پرچے

جن میں ہمارے مضامین یا تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ اور بعض نومسلموں کے فوٹو ہم اکثر دوستوں کو یہاں سے بھیجتے رہے ہیں۔ لیکن روز افزوں گرانی اور بعض دیگر پیش آمدہ ضروریات کے سبب ہمارے فنڈ میں اب اتنی گنجائش نہیں کہ ہم اس سلسلہ کو برابر جاری رکھ سکیں۔ اس واسطے جو دوست چاہتے ہیں کہ اُن کے یا ان کی انجمن کے سکرٹری کے نام یہ سلسلہ خط و کتابت وغیرہ جاری رہے وہ براہ مہربانی سکرٹری صاحب ترقی اسلام قادیان کو مبلغ پانچ روپے ارسال فرماویں جو اُن کے نام جمع رہیگا۔ اور جب ختم ہوگا ان کو اطلاع کر دی جائیگی۔ جب یہ رقم سکرٹری صاحب بعد فہرست فرستادگان ہم کو اطلاع دیں ہمارے اخراجات مقررہ کے ارسال فرما دیں گے تب یہ سلسلہ پھر جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تحریک دعا عاجز کی آنکھ میں چند روز سے گکرے ہو گئے ہیں تحریر اور پڑھنے کا کام اس حالت میں مشکل ہو رہا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ آنکھوں کی بیماری کے سبب تبلیغ کے کام میں بھی بہت کمی واقع ہونیکا اندیشہ ہے۔ اور علاوہ ہر قسم کی گرانی اس قدر بڑھ رہی ہے۔ کہ جو روپیہ ہم تبلیغ کے واسطے خرچ کر سکتے تھے وہ بھی ضروریات رہائش پر صرف ہو رہا ہے۔ اور قوم پر پہلے ہی اتنے بوجھ ہیں۔ کہ اس امر کے واسطے مزید روپیہ طلب کرنا اور ہم پہنچانا شاید سکرٹری صاحب ترقی اسلام مناسب نہ جانیں۔ لہٰذا بنظر حالات ظاہر تعجب نہیں کہ تبلیغی کام کی رفتار میں سر دست کچھ ترقی کے واسطے آہستگی پیدا ہو جاوے۔ تاہم امید ہے کہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب کرام کی دردمندانہ دعائیں اور توجہ اس کمی اور سستی کو مبدل بسرعت تکمیل کر دیگی۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

(مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ ۳- اپریل ۱۹۱۸ء)

ایک کاشتکار کی ضرورت

مجھے ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جسکا پیشہ زمینداری ہو۔ تنخواہ آٹھ روپے ماہوار یا کھانا اور تین روپے۔ چودھری

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا